ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

زکیہ بی بی

ریسرچ اسکالر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، پشاور

ڈاکٹر ستار خان

پروفیسر ڈاکٹر، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس و ٹیکنالوجی، پشاور

شازیہ زمان

ریسرچ اسکالر، نادرن یونیورسٹی، نوشہرہ

ساحر لدھیانوی کی شاعری پر نفسیاتی اثرات

Zakia Bibi *
Research Scholar, Qurtaba University of sciences and Technology Peshawar.
Dr. Sttar Khan
Professor Dr, Qurtaba University of sciences Technology Peshawar.
Shazia Zaman
Research Scholar, Northern University Nowshera.

***Corresponding Author:** sabidastagir.gmail.com/

Psychological Effects on the poetry of Sahir Ludhianvi

ABSTRACT
Sahir Ludhianvi is a well-known poet of Urdu. He wrote odes, poems and songs. He was a very sensitive man. He always remained disappointed and frustrated. Sahir Ludhianvi was at a time romantic and progressive poet. He was the son of a very rich man, but his childhood passed in a very straitened circumstances. He was a frenzied lover and worshiped the women like a goddess. Many women came in his life as beloveds, but he could not succeed to make one of them as a partner of life. He remained bachelor. Some people say that he was impotent while the others think that the main

reason was his carelessness and recklessness.Every poem of sahir is the result of his personal accident. He was at a time suffering from inferiority and superiority complex. The mother of Sahir was badly neglected by his father and she was divorced. Therefore psychological effects on his poetry are very prominent. His poetry is the voice of a thirsty lips lover.

Key Words: *Sahir Ludhianvi, Poet, Poems, Songs, Chilhood, Love, Bachelor, Personal Accident.*

ساحر لدھیانوی کا اصل نام عبدالحی تھا ۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو پنجاب کی ریاست لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔ گجر قوم سے تعلق تھا والد کا نام فضل محمد تھا۔ جو کہ ایک بڑے زمیندار اور جاگیر دار تھے۔ ساحر لدھیانوی نے خود لکھا ہے۔

"میں اُن اجداد کا بیٹا ہوں جنہوں قوم کے سائے کی حمایت کی ہے۔ غدر کی ساعت ناپاک سے لے کر اب تک ہر کڑے وقت میں سرکار کی خدمت کی ہے۔"(۱)

ساحر لدھیانوی کے والد ایک عشق نواز، رنگین مزاج اور متلون مزاج آدمی تھے اُنہوں نے بہت ساری شادیاں کی تھیں۔ ساؔحر کی والدہ اُن کی گیارھویں بیوی تھی جن سے اسی نے خفیہ شادی رچائی تھی۔ شادی کے دو سال بعد ساحر لدھیانوی پیدا ہوئے۔ صغر منی کا دور تو لاڈ پیار میں گذار مگر بعد میں خاندانی تفاوت کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جھگڑے پیدا ہوئے۔ چندر ورما، ڈاکٹر سلمان عابد خود نوشت سوانح "میں ساؔحر ہوں میں ساؔحر کے بیان کو ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

> "میرے والدین کے درمیان ان ابن اور اختلاف بڑھتا جارہا تھا میں اکثر سہما سہار ہتا یہ ان بن اتنی بڑھی کہ ماں نے ایک روز حق کی لڑائی کے لیے عدالت جانے کا راستہ اختیار کرنے کی ٹھان لی۔"(۲)

عدالت نے ساؔحر کی ماں کے حق میں فیصلہ دے دیا تو باپ نے ساؔحر کی ماں کو دھمکانا شروع کیا۔ ماں نے ساؔحر لدھیانوی کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی یہاں تک کہ وہ کالج پہنچ گیا۔

ساؔحر چونکہ طالبعلمی کے زمانے سے شاعری اور اُس وقت کی ادبی وسیاسی تحریکوں میں حصہ لیتے تھے اس لیے تعلیمی میدان میں وہ ناکام ہوئے۔ کالج کی کئی تحریکوں میں اور خاص کر طلباء کی تنظیم آل انڈیں سٹوڈنٹس فیڈریشن سے ربط پیدا ہونے لگا۔ کسانوں کے ساتھ حکومت اور جاگیر داروں کے برتاؤ پر ساؔحر نے کئی ایک نظمیں لکھیں۔ ان کی باغیانہ نظمیں حکومت نے ضبط کرلیں وہ خود لکھتے ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

"یہ وہ زمانہ تھا جب میرے قلم سے باغیانہ خیالات بڑی شدت سے نظموں اور غزلوں کی شکل میں ڈھلنے شروع ہو گئے تھے میں کیمیونسٹوں کی صحبت میں رہ کر سماجی لڑائی لڑ رہا تھا مجھے ملک کے ناخوشگوار حالات نے انقلابی بنادیا تھا۔"(۳)

والدین کے جدا رہنے، سماجی ابتری، طبقاتی کھینچاؤ، غیر انسانی رویوں اور اوپر سے نفرت نے اس کے حساس ذہن پر بہت برا اثر رکھ چھوڑا تھا۔ ان سب چیزوں نے ساؔحر کی شاعری میں اپنی جگہیں بنالی تھیں اور اس کے ساتھ انہیں کچھ حسین الفاقات سے بھی بطور شاعر واسطہ پڑا۔ ساؔحر کی پہلی محبت مہندر چودھری سے ہوئی وہ خود کہتے ہیں۔

"مہندر چودھری میری زندگی کا پہلا لمس تھی"(۴)

اس ناکام محبت کے سلسلے میں وہ ایک شعر میں کہتے ہیں:

سامنے اک مکان کی چھت پر، منتظر کوئی ایک لڑکی ہے
مجھ کو اس سے نہیں تعلق کچھ، پھر بھی سینہ میں آگ بھڑکی ہے(۵)

اس سلسلے میں وہ یہ بھی وضاحت کرتے ہیں۔

"میں بھی انہیں ناکام اور کم بخت نوجوانوں میں تھا جن کی مٹھی سے پیار کا حسین پہلا لمس ریت کی طرح پھسل کر زمین بوس ہو گیا تھا۔"(۶)

ساحرؔ کو ایک دوست کی زبانی معلوم ہوا کہ مہندر تپ دق کی وجہ سے مر گئی ہے۔ یہ حادثہ ساحرؔ کے لیے بالکل نیا اور بہت بڑا تھا جس کی وجہ سے وہ پوری طرح بکھر گیا۔ مہندر کی موت کے چند دنوں بعد ساحر کا دل ایک اور دوشیزہ پر آگیا۔ یہ محبت چند دنوں کے لیے تھی کیونکہ یہ محبت یکطرفہ تھی۔ لڑکی کے باپ نے ساحرؔ کو ڈرا دھمکا کر سختی سے منع کیا۔

چند مہینوں کے بعد ساحرؔ کو ایشر کور نامی لڑکی سے شدید محبت پیدا ہو گئی یہ لڑکی اسی کالج میں پڑھتی تھی جس میں ساحرؔ پڑھتا تھا۔ یہ محبت دو طرفہ تھی۔ دونوں کے درمیان خفیہ ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساحرؔ ایک طرف کسانوں، مزدوروں اور کچلے ہوئے طبقات کے لیے نظمیں لکھتے تھے تو دوسری طرف ایشر کور سے ان کی محبت کے قصے مشہور ہو گئے۔ بدنامی سے بچنے کے لیے ایشر کور کے گھر والوں نے کور کو کالج جانا بند کروایا دوسری طرف انگریز پرنسپل نے ساحرؔ کو آخری تنبیہ کی کہ وہ باغیانہ نظموں اور معاشقے سے باز آجائیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ایشر کور سے جدا ہونے کے بعد ساحرؔ نے بھی لدھیانہ کالج کو خیر باد کہا۔ ساحرؔ لدھیانہ سے لاہور منتقل ہو گیا دیال سنگھ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ مزدوروں اور کسانوں کو بھڑکانے کے جرم میں امتحان سے پہلے ساحرؔ کو کالج سے نکال دیا گیا۔

ساحرؔ لدھیانوی نے اسلامیہ کالج لاہور میں ۱۹۴۲ء میں داخلہ لیا مگر شعر و شاعری اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی بنا پر اسے کالج ترک کرنا پڑا اور وہ بی۔ اے نہ کر سکے۔ ایشر کور ساحرؔ سے شادی کرنے کے لیے لاہور پہنچ گئی۔ ساحرؔ کے حالات بڑے خراب تھے، بے روزگار تھے یوں اچانک ایشر کور کے آنے سے وہ بھی بڑی آزمائش میں پڑ گئے۔ ساحرؔ نے کور کو بڑا مشکل سے واپس بھیج دیا اور ایشر کور لاہور سے رخصت ہو کر بمبئی چلی گئی اور وہاں کسی جاننے والے سے شادی کی کور کو اس طرح بھیجنے سے ساحرؔ کو سخت ذہنی دھچکا پہنچا۔

بقول اظہر جاوید:

> "ساحرؔ کے تذکرہ نگار بتاتے ہیں کہ کچھ عرصہ ایشر کور ہمیشہ کے لیے گھر چھوڑ کر ساحرؔ کے پاس آئی ساحرؔ نے اسے سمجھا بجھا کر گھر بھیج دیا۔ اس واقعے ساحرؔ کی بزدلی سے تعبیر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اس کی دور اندیشی تھی۔ اس نے حالات کا بخوبی جائزہ لیا، ایک تو مذہبی تفاوت، پھر ساحرؔ کی بے روزگاری اور اپنے باپ سے چلتی مقدمے بازی۔"(۷)

ساحر لدھیانوی لاہور کے ادبی حلقوں میں بطورِ شاعر مشہور ہو گئے ان کا شعری مجموعہ تلخیاں شائع ہوا۔ اُنہیں صدائے نوجوان کے نام سے لاہور کے ادبی حلقوں میں پہچان مل گئی۔ لاہور اور امرتسر کے نام پربت نگر نامی قصبے میں ایک بڑا ادبی جلسہ اور مشاعرہ منعقد ہونے والا تھا۔ ان دنوں پنجابی ادب میں امریتا پریتم بڑی مشہور تھی۔ پربت نگر کے مشاعرے میں دونوں کی ملاقات ہو گئی اور امریتا پریتم کی ساحرؔ سے محبت کی یہ کہانی اردو ادب میں مشہور ہوئی۔ امریتا ساحرؔ کی زندگی میں چوتھی عورت تھی اور امریتا پہلے سے شادی شدہ تھی۔ ساحرؔ خود لکھتے ہیں:

> "امریتا کی خوبصورتی، دلکش اداؤں اور دلفریب شخصیت سے کوئی بھی اُن کا دیوانہ ہو جاتا پھر میں تو میں تھا۔"(۸)

ساحرؔ کو ادبِ لطیف میں بطور، مدیر کام مل گیا۔ اس دوران امریتا سے ملاقاتوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا۔ دونوں ایک دوسرے سے آزادانہ ملتے تھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کے لیے نظمیں لکھیں۔ ۱۹۴۵ء میں ساحرؔ فلمی دنیا میں اپنی قسمت آزمانے کے لیے بمبئی چلے گئے۔ وہاں فلمی گیت لکھنے لگے۔ روزگار کی تلاش میں اور بھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

بہت سے شاعر اور ادیب بمبئی آئے ہوئے تھے۔ جن میں خدیجہ مستور اور ہاجرہ مسرور بھی شامل تھیں۔ ہاجرہ مسرور کا جھکاؤ ساحرؔ کی طرف تھا۔ یہ جھکاؤ پھر چاہت اور محبت میں بدلا۔ بہت جلد دونوں کی منگنی ہوگئی۔ ساحرؔ بڑے نازک مزاج تھے کسی مشاعرے میں وہ ہاجرہ مسرور سے معمولی بات پر ناراض ہوگئے۔ پھر اس نے ہاجرہ مسرور سے بات تک نہ کی اور منگنی بھی توڑ دی۔ اس دوران میں تقسیم ملک کا واقعہ پیش آیا۔ ساحرؔ اپنی والدہ کے ساتھ پاکستان ہجرت کرنے پر مجبور ہوگئے۔ امریتا لاہور سے ہندوستان منتقل ہوگئی۔ ساحرؔ لدھیانوی اپنی ماں اور امریتا دونوں کے لیے بہت پریشان تھا۔ کیونکہ فسادات میں ہر کسی کی جان کو خطرہ تھا۔ لاہور میں ساحرؔ کو ادبی رسالہ سویرا میں بطور مدیر کام مل گیا جہاں اُن کے دوست احمد ندیم قاسمی بھی تھے۔

سویرا میں ملازمت کے دوران ساحرؔ کی آنکھوں کو ایک عورت بھانے لگی۔ وہ اُن کے پاس اپنی کہانیاں شائع کرنے کے لیے آئی تھی۔ وہ عورت پہلے سے شادی شدہ تھی۔ وہ نئے خیالات کی مالکہ تھی۔ اس عورت پر ساحرؔ کے ارادے عیاں تھے لیکن اس عورت نے کبھی بھی ردعمل ساحرؔ پر ظاہر نہیں کیا اور بہت مہربان انداز میں پیش آتی اور بہت عزت سے بات کرتی چونکہ ساحرؔ تواتر کے ساتھ اس کی کہانیاں شائع کرتے تھے۔ اس لیے اس نے کبھی ساحرؔ پر غصہ نہیں کیا لیکن اس کو مسلسل نظر انداز کیا۔ تو اس نے بھی اپنا ارادہ بدل دیا اور ساحرؔ کو کہنا پڑا۔

؎ ہم میں کیا کہ ہمیں کوئی حسینہ چاہے
صرف جذبات ہیں جذبات میں کیا رکھا ہے
؎ کس کی تقدیر میں ہیں ان کے مہکتے گیسو
کس کے گھر پھیلے گا اس ستِ نظر کا جادو
ان پریشان سوالات میں کیا رکھا ہے
؎ اتنا دیوانہ نہ بن، اے دلِ بے تاب سنبھل
وہ اگر مل بھی لیے تجھ سے تو اتنا نہ مچل
بے تعلق سی ملاقات میں کیا رکھا ہے
؎ مسکراہٹ کو محبت کا اشارہ نہ سمجھ
مل لیے ہوں سکے یونہی انہیں اپنا نہ سمجھ
ایسے نادان خیالات میں کیا رکھا ہے (۹)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

پاکستان میں ترقی پسند مصنفین کے لیے ماحول ناساز گار بنا۔ اس لیے ۱۹۵۴ء کو جون کی سخت گرمی میں ساحرؔ لدھیانوی نے اس نوازائیدہ ملک کو خیر باد کہا اور بمبئی پہنچ کر فلموں کے لیے گیت نگاری میں قسمت آزمائی شروع کی۔ قسمت نے اس کا ساتھ دیا اور فلمی گیت نگاری میں وہ شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔

اب اُن کے پاس دولت اور شہرت کسی بھی چیز کی کمی نہ تھی۔ دوسری طرف امریتا پریتم اور ساحرؔ لدھیانوی کی ملاقاتیں ایک بار پھر جلسوں اور کانفرنسوں اور مشاعروں میں ہونے لگیں۔ امریتا کے شعری مجموعے کو ساہتیہ اکیڈمی انعام سے نوازا گیا۔ اس مجموعے میں امریتا نے جتنی نظمیں لکھی تھیں۔ وہ زیادہ تر ساحرؔ کو ذہن میں رکھ کر ان کی جدائی میں لکھی گئی تھیں۔

امریتا نے اس دوران اپنے سابقہ شوہر سے طلاق حاصل کر لی اور امروز نامی کسی شخص سے شادی رچالی۔ اسی طرح امریتا اور ساحرؔ لدھیانوی کے راستے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ساحرؔ کی زندگی میں سدھا ملہوترا آ گئی۔ یہ ایک تعلیم یافتہ موسیقارہ تھی۔ فلمی دنیا سے تعلق رکھتی تھی لیکن یہاں مذہب درمیان میں آ گیا اور ملہوترا نے کسی اور سے شادی کر لی۔ اسی طرح بہت سی لڑکیاں ساحرؔ کو خطوط بھیجتی تھیں۔ ایک خط میں بہت حسین لڑکی کی تصویر نکل آئی۔ دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساحرؔ پر یہ راز فاش ہوا کہ وہ لڑکی شادی شدہ ہے اور ایک بچے کی ماں ہے۔ یہ لڑکی ان سے شادی کی نیت سے آتی۔ نکاح پڑھوانے کے لیے مولوی لانے کا بہانہ ڈھونڈ کر چلی گئی اور پھر کبھی واپس نہ آئی۔ یوں ساحرؔ ایک دفعہ پھر اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ سال جولائی ۱۹۷۶ء کو ساحرؔ لدھیانوی کی ماں مر گئی۔ بہت بڑی دولت اور شہرت کے باوجود اب وہ دنیا میں تن تنہا رہ گیا۔ اس سلسلے میں ساحرؔ خود بیان کرتے ہیں۔

> "امی مجھے چھوڑ کر چلی گئیں۔ اب دنیا میں میرے لیے کیا رکھا ہے۔ یہ شہرتیں، یہ عظمتیں، میری شاعری، میرے افکار لوگوں کی دور افتادہ محبت، یہ سب میرے اکیلے پن کا کوئی علاج نہ کر سکیں۔"(۱۰)

ماں کی موت کے صدمے سے نڈھال مجرد زندگی گزارنے والا اردو کا مقبول ترین شاعر ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔(۱۱)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

ساحرؔ لدھیانوی کی شاعری پر نفسیاتی اثرات:

ساحرؔ لدھیانوی کی زندگی میں کئی عورتیں آئیں لیکن وہ کسی عورت کو اپنی شریکہ حیات نہ بنا سکے۔ اس سلسلے میں جتنے منہ اتنی ہی باتیں ہیں۔ بعض لوگوں نے اُن پر نامردی کا الزام لگایا ہے۔ وہ صرف وقت گزاری کے لیے اور دل خوش کرنے کیلئے عورتوں سے دوستیاں کرتے تھے۔ حقیقت میں وہ ازدواجی ذمہ داریاں اُٹھانے سے قاصر تھے۔ لیکن بعض مصنفین اس کی دیگر وجوہات بتاتے ہیں۔ ان میں ایک وجہ یہ تھی کہ شروع شروع میں کئی بار اس کالا اُبالی پن اس فعل کا موجب بنا لیکن جب وہ ایک بڑے شاعر اور باشعور رہنما کے طور پر جانے جانے لگے تو پچھلے صدمے سے نکلنے کے لیے وہ اگلے عشق کے لیے کمربستہ ہو جاتے۔ عورت ذات کے معاملے میں ساحرؔ کی شخصیت بہت عجیب و غریب انداز سے ہمارے سامنے آتی ہے۔ اس معاملے میں سارے گلے شکوے وہ اپنے قلم سے کہہ ڈالتے ہیں۔

؎ محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش ہو زہر یہ بھی پی لیا میں نے

؎ انہیں اپنا نہیں سکتا مگر اتنا بھی کیا کم ہے
کہ کچھ مدت حسین خوابوں میں کھو کر جی لیا میں نے[۱۲]

ساحرؔ کبھی بعض غزلوں میں ہمیں زندگی سے بالکل مایوس نظر آتے ہیں۔

؎ مایوسی مآلِ محبت نہ پوچھیے
اپنوں سے پیش آتے ہیں بیگانگی سے ہم

لیکن اُن کے ہاں یاس و رجا کی ملی جلی کیفیت پائی جاتی ہے۔

؎ اُبھریں گے ایک بار ابھی دل کے ولولے
گو دب گئے ہیں بارِ غم زندگی سے ہم[۱۳]

ڈاکٹر سلیم اختر نے لکھا ہے:

"تحلیل نفسی کے بموجب تخلیق یا کوئی بھی فنی روپ ناکام آرزوؤں کا ارتقائی روپ ہے۔ یہ لاشعور کے نہاں خانوں میں دبی ہوئی خواہشات کے اظہار کی کشمکش سے نجات پانے کا ایک انداز ہے۔ اس کشمکش کے نتیجے میں جو ہیجانات جنم لیتے ہیں۔ لاشعور اُنہیں ایک خاص نہج پر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

رکھتے ہوئے اور ایک سمت عطا کر کے جمالیاتی پیکروں میں رونما کرتا ہے۔ فنکارانہ ذہن ہی سے مخصوص قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس عمل میں بعض ایسی خصوصی چیزیں ہیں جنہیں صرف فنکارانہ ذہن ہی سے مخصوص قرار دیا جاسکتا ہے۔ فنکارانہ تحریک محض ایک خاص نوع کی مسرت کے حصول کا ذریعہ ہی نہیں ہوتی بلکہ یہ درد و کرب سے بھی مملو ہوتی ہے۔ تخلیق کار کی یہ ایک اہم ترین خصوصیت نظر آتی ہے کہ فنکار کسی پر اسرار طریقے سے اپنے لیے پریشانی خوف اداسی اور کراہت والی چیزوں کو ایسا پیکر دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے لیے باعثِ حظ بن جاتی ہے۔"(۱۴)

ٹھیک اسی طرح ساحؔر بھی زندگی کی مایوسی کو شاعری کے پیکر میں سموئے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

ے خود داریوں کے خون کو ارزاں نہ کرسکے
ہم اپنے جوہروں کو نمایاں نہ کرسکے

ے ٹوٹا طلسم عہد محبت کچھ اس طرح
پھر آرزو کی شمع فروزاں نہ کرسکے ۱۵

ساحؔر کی شاعری میں جو عکس نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ کسی ٹوٹے اور بکھرے ہوئے انسان کا ہے اور اُس کے تحریر کیے ہوئے ادب میں نفسیاتی عناصر بکثرت ملتے ہیں۔ جب کبھی ادیب کی شخصیت اور اس کی تخلیقات پر بحث ہوتی ہے ایسی صورت میں نفسیات کا ذکر ناگزیر ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کا ہر شعوری عمل ہی بنیادی طور پر اس کے ذہن سے وابستہ ہے۔ کسی بھی تخلیقی عمل کو سمجھنے کے لیے علم نفسیات کا سہارا لے کر ادیب کی شخصیت کا مطالعہ ضروری ہے۔ جب تک ہم انفرادی طور پر کسی ادیب و شاعر کا مطالعہ نہ کریں تب تک ہم ان کے تخلیقی چشمے کا راز نہیں پاسکتے۔ ادیب کے مطالعے سے ہی یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا تخلیقی عمل کس طرح پایہ تکمیل کو پہنچا ہے۔ اور اس کا اظہار ایک مخصوص قالب میں کیوں ہوا ہے۔ ایک ادیب اور شاعر خارجی اور داخلی محرکات سے محسوسات اخذ کرتا ہے۔ جدید ماہرین نفسیات کا خیال ہے کہ ادب میں اکثر اوقات ادیب کے ذہن اس کی لاشعوری قوت اور ذہنی کیفیت کے گوناگون تجربات کا بیان ملتا ہے۔ یہاں ڈاکٹر سلیم اختر کی کتاب سے پھر ایک تحریر نقل کی جاتی ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

"شاعر میں یہ خوبی ہے کہ وہ بیک وقت داخلی اور خارجی خلا کا مسافر بن سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دیگر افراد کے مقابلے میں وہ لاشعور اور تخیل دونوں سے بہت گہرا رابطہ رکھتا ہے۔ لاشعور داخلی خلا میں رہنمائی کرتا ہے تو تخیل خارجی خلا میں دونوں جہانوں کی سیر کراتا ہے۔"(۱۶)

اب ہم ساحرؔ کی غزلیات پر نفسیاتی اثر کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔ غزل بنیادی طور پر داخلی صنف سخن ہے۔ یعنی غزل میں شاعر صرف قلبی واردات بیان کرتا ہے لیکن مختلف ادوار نے غزل کو بے پناہ وسعت دی۔ ترقی پسند شعرا جن میں جوش، مجاز، فیض اور ساحرؔ لدھیانوی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی غزل نظم کی طرح نہ صرف قلبی واردات پر مشتمل ہے بلکہ غم جانان کے ساتھ غم دوران بھی ملتا ہے۔

ساحرؔ اپنی غزلوں میں عورت کو دیوی بنا کر پوجتا ہوا نظر آتا ہے۔ انہوں نے کسی عورت کے حصول کی خاطر کوئی ایسا قدم نہ اٹھایا جسے معتبر سمجھ کر کسی نے قلم بند کر لیا ہو۔ وہ ایک غزل میں کہتے ہیں:

ے تمہارے عہد وفا کو میں عہد کیا سمجھوں
مجھے خود اپنی محبت پر اعتبار نہیں

ے یہ کس مقام پہ پہنچا دیا زمانے نے
کہ اب حیات پہ تیرا بھی اختیار نہیں[۱۷]

اس غزل میں محبت کے صدمے کی طرف اشارہ ہے۔

ے دیکھا تو تھا یونہی کسی غفلت شعار نے
دیوانہ کر دیا دل بے اختیار نے

ے اے آرزو کے دھندلے خوابو! جواب دو
پھر کس کی یاد آئی تھی مجھ کو پکارنے

ے تجھ کو ضد نہیں، مگر ایک سادہ لوح کو
برباد کردیا تیرے دو دن کے پیار نے

ے میں اور تم سے ترکِ محبت کی آرزو
دیوانہ کر دیا ہے غمِ روزگار نے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

ے اب اے دل تباہ تیرا کیا خیال ہے
ہم تو چلے تھے کا کلِ گیتی سنوارنے[۱۸]

ساحرؔ کی حد درجہ مایوسی کی ایک وجہ مسلسل حالات کی خرابی بھی ہے۔

ے ہر چند مری قوت گفتار ہے محبوس
خاموشی مگر طبع خود آرا نہیں ہوتی
معمورہ احساس مین ہے حشر سا برپا
انسان کی تذلیل گوارا نہیں ہوتی
وہ نالاں ہوں میں بیداری احساس کے ہاتھوں
دنیا میرے افکار کی دنیا نہیں ہوتی[۱۹]

ساحرؔ لدھیانوی کی اس غزل میں عصری ماحول کی ایک جھلک دیکھیے۔

ے طرب زاروں پہ کیا بیتی صنم خانوں پہ کیا گزری
دلِ زندہ تیرے مرحوم ارمانوں پہ کیا گزری
ے زمین نے خون اگلا آسمان نے آگ برسائی
جب انسانوں کے دل بدلے انسانوں پہ کیا گزری[۲۰]

ساحرؔ اپنی غزلوں کے ذریعے اپنا کیتھارسس کرتا ہے۔ ساحرؔ کی غزل میں ہم ان کے ڈوبتے ابھرتے معاشقوں کا عکس صاف دیکھ سکتے ہیں۔ امریتا سے دوری کی وجہ سے وہ شراب نوشی کی لت میں مبتلا ہو گئے۔

ے ہم کریں ترکِ وفا اچھا چلو یوں ہی سہی
اور اگر ترکِ وفا سے بھی نہ رسوائی گئی
ے دل کی دھڑکن میں توازن آچلا ہے خیر ہو
میری نظریں بجھ گئیں یا تیری رعنائی گئی
ے کچھ اور بڑھ گئے جو اندھیرے تو کیا ہوا
مایوس تو نہیں ہیں طلوع سحر سے ہم
ے مانا کہ اس زمین کو نہ گلزار کرسکے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جہاں سے ہم

ے فقیر شہر کے تن پر لباس باقی ہے
امیر شہر کے ارمان ابھی کہاں نکلے[۲۱]

ساحرؔ اپنی شاعری میں بیک وقت غمِ جاناں اور غمِ دوراں پالتے ہیں۔ ساحرؔ انسان کے حقوق کی بات کرتا ہے۔ مذہب کا ڈھنڈورا پیٹنے کی بجائے انسانیت پر توجہ دینی چاہیے۔

ے عقاید وہم ہیں، مذہب خیالِ خام ہے ساقی
ازل سے ذہن انسان بستہ اوہام ہے ساقی

ساحرؔ کی زندگی میں بے شک اضطراب تھا۔ لیکن اسے زندگی سے بڑی محبت بھی تھی۔ یاسیت کو وہ رجائیت پر غالب نہیں آنے دیتا۔ اس کی شاعری پر نفسیاتی اثرات ہیں۔

ے ملتی ہے زندگی میں محبت کبھی کبھی
ہوتی ہے دلبروں کی عنایت کبھی کبھی

ے تنہا نہ کٹ سکیں تھے جوانی کے راستے
پیش آئے گی کسی کی ضرورت کبھی کبھی

ے پھر کھو نہ جائیں ہم کہیں دنیا کی بھیڑ میں
ملتی ہے پاس آنے کی مہلت کبھی کبھی[۲۲]

بعض مقامات بلکہ اکثر مقامات ساحرؔ کی شاعری ایک تشنہ لب انسان کی صدا معلوم ہوتی ہے۔

ے نغمہ وشعر کی سوغات کسے پیش کروں
یہ چھلکتے ہوئے جذبات کسے پیش کروں
شوخ آنکھوں کے اُجالوں کو لٹادوں کس پر
مست زلفوں کی سیاہ رات کسے پیش کروں[۲۳]

ساحرؔ کی غزلوں کو جب ہم نفسیاتی عناصر کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کبھی بھی حالات سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ اس نے اپنے ڈھب سے زندگی گزارنے کی کوشش کی۔ زمانے کی تلخیاں ٹوٹے پھوٹے رشتوں کی پرچھائیاں ہمیشہ اس کی رفیق سفر رہیں۔ کہیں وہ تلخیوں کا شاعر لگتا ہے، کہیں پرچھائیوں اور کبھی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

کبھی خود بھی ایک ہیولا سا بن جاتا ہے۔ اسے بہت چاہا گیا اور اُس نے بھی محبتیں کیں مگر کوئی نہ کوئی مجبوری یا کمپلیکس اسے شادی سے دور رکھے رہا۔ مجبوری اس کی ماں تھی کہ وہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا چاہتا تھا اور نفسیاتی الجھن یہ تھی کہ اگر وہ کسی ایک زلف کی زنجیر کا اسیر ہو گا تو کیا بنے گا؟ یہ کیا بنے گا بھی اس کی زندگی میں ایک سوال ہی کی طرح کرتا رہا۔ اب زندگی اس کے لیے بیکار بھی اور بیزار کر دینے والی بھی تھی۔ الغرض ساحرؔ لدھیانوی پر نفسیاتی اثرات ہیں ساحر کے مصائب ایک چیز یہ بھی تھی کہ وہ ہر صورت میں شہرت کی بلندیوں پر پہنچنا چاہتے تھے وہ انتہائی مصائب اور کٹھن حالات کے باوجود شہرت کی آخری حد پر پہنچ گئے۔ کسی عورت کو مستقل رفیقہ حیات نہ بنانے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے۔ مظلوم عوام کی حمایت اور شہرت کی شدید خواہش کے لیے انہوں نے اپنے تعلیمی کیریئر اور ازدواجی زندگی کی قربانی دی۔

اب ہم ان کی نظم نگاری اور گیت نگاری کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

ساحرؔ کی غزلیں بہت کم ہیں۔ ان کی زندگی کا مکمل عکس ان کی نظموں اور گیتوں میں نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری پر نفسیاتی اثرات کا جائزہ لینے کے لیے ان کی نظم کا مطالعہ ضروری ہے۔

ساحرؔ لدھیانوی کی نظموں میں طبقاتی کشمکش بہت واضح نظر آتی ہے لیکن وہ دیگر ترقی پسندوں کی طرح نعرہ بازی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ان کا اپنا ایک شاعرانہ اور فنکارانہ انداز ہے جو ساحرؔ کا اپنا اسلوب ہے۔

؎ میرے سرکش ترانے سن کے دنیا یہ سمجھتی ہے
کہ شاید میرے دل کو عشق کے نغموں سے نفرت ہے [۲۴]

ساحرؔ نے ایک رئیس باپ کا بیٹا ہونے کے باوجود اپنی زندگی میں بے پناہ مشکلات کا سامنا کیا تھا۔ سرفہرست غربت تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے محبوب سے دل ہی دل میں شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔

؎ کوئی خوابوں میں خوابیدہ امنگوں کو جگاتی ہے
تو اپنی زندگی کو موت کے پہلو میں پاتا ہوں

وہ ایک منتشر ذہن کے مالک شاعر کے طور پر جانے جاتے ہیں وہاں وہ ایک حساس انسان کے روپ میں اپنی شاعری میں ہمارے سامنے آتے ہیں۔ ایک نظم کے چند اشعار:

؎ میرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے
کہ جب میں دیکھتا ہوں بھوک کے مارے کسانوں کو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

ے
غریبوں، مفلسوں کے بے کسوں کو بے سہاروں کو
سسکتی نازنینوں کو، تڑپتے نوجوانوں کو
ے
حکومت کے تشدد کو، امارت کے تکبر کو
کسی کے چیتھڑوں کو، اور شاہی خزانوں کو
تو دل تاب نشاط بزم عشرت لا نہیں سکتا
میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا[۲۵]

ساحرؔ لدھیانوی کی ایک مشہور نظم ہے جس کا عنوان ہے "شکست" ساحرؔ کی زندگی میں بہت سی نامور خواتین آئیں لتا منگیشکر، سدھا ملہوترا اور امریتا تو کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ایشور کور نے اپنی تعلیم اور خاندانی عزت کی قربانی دے کر ان کے پیچھے لاہور آئی تھی۔ مگر انہوں نے اس لڑکی کا دل توڑ دیا۔ نظم یکسوئی میں کہتے ہیں:

ے
عہدِ گم گشتہ کی تصویر دکھاتی کیوں ہو
اک آوارہ منزل کو ستاتی کیوں ہو
وہ حسین عہد جو شرمندہ ایفا نہ ہوا
کون کہتا ہے کہ آہیں ہیں مصائب کا علاج
جان کو اپنی عبث روگ لگاتی کیوں ہو
ایک سرکش سے محبت کی تمنا رکھ کر
خود کو آئین کے پھندوں میں پھنساتی کیوں ہو[۲۶]

اب نظم شکست سے اشعار ملاحظہ ہو جس میں وہ اپنی ناکامیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

ے
اپنے سینے سے لگائی ہوئی امید کی لاش
مدتوں زیست کو ناشاد کیا ہے میں نے
تو نے تو ایک ہی صدمے سے کیا تھا دو چار
دل نے کو ہر طرح سے برباد کیا ہے میں نے
جب بھی راہوں میں نظر آئے حریری ملبوس
سرد آہوں میں تجھے یاد کیا ہے میں نے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

میرے محبوب، یہ ہنگامہ تجدید وفا
میری افسردہ جوانی کے لیے راس نہیں
میں نے جو پھول چنے تھے تیری قدموں کے لیے
ان کا دھندلا سا تصور بھی میرے پاس نہیں[۲۷]

ساحرؔ کے ذہن میں بچپن سے ایک مخفی خوف تھا۔ جس کی بنا پر اس نے اپنی زندگی میں کسی عورت کو شامل نہ کیا لیکن وہ عورت کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے بلکہ اکثر اوقات اس نے اپنی محبت کی قربانی بھی اس لیے دی کہ اس کو اپنی محبوبہ کی رسوائی منظور نہ تھی۔

ان کی ایک نظم ہے کسی کو اُداس دیکھ کر۔ یہ نظم انہوں نے زمانہ طالبعلمی میں ایشر کور کے لیے لکھی تھی۔

ے تمہیں اداس سا پاتا ہوں میں کئی دن سے
نہ جانے کون سے صدمے اُٹھا رہی ہو تم
ے میں خود کو موت کے ہاتھوں میں سونپ سکتا ہوں
مگر یہ بارِ مصائب اُٹھا نہیں سکتا[۲۸]

ساحر لدھیانوی کی ہر نظم کسی واردات کے بطن سے نکلی معلوم ہوتی ہے۔ اُن کی ایک نظم ہے مرگھٹ کی سرزمین پر۔ مہندر سنگھ نے جب ساحرؔ کی جدائی میں خودکشی کی تو یہ نظم لکھی۔

ے اے ارضِ پاک تجھ سے میرے دل کو گلہ
تو نے میری امید کو کیوں راکھ کر دیا
ے کیوں میری زندگی کو جہنم بنا دیا
کیوں اِک بے گناہ کلی کو جلا دیا[۲۹]

ساحرؔ نے خود ہی اعتراف کیا ہے۔

"میری تقریباً ہر ایک نظم کسی نہ کسی ذاتی حادثے کے بطن سے نکلی ہے۔"[۳۰]

اسی طرح نظم سرزمین یاس میں ساحرؔ نے اپنی زندگی کے تجربات بیان کیے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

؎ جینے سے دل بیزار ہے
ہر سانس اِک آزار ہے
؎ کتنی حسین ہے زندگی
اندوہگیں ہے زندگی [۳۱]

ساحرؔ لودھیانوی ایک معاملے میں بڑے خوش نصیب واقع ہوئے تھے کہ اُن کو زندگی میں سکول وکالج کے زمانے سے مخلص دوست ملے تھے۔

؎ کالج کی رنگین وادیاں
وہ دل نشین آبادیاں

لیکن جب اُن کے دل کی نگری اُجڑ گئی۔

؎ داغِ جُدائی دے گئی
ساری خدائی لے گئی [۳۲]

نظم نگاری میں ساحرؔ فیضؔ کی مانند دوسنگموں پر کھڑے ہیں۔ وہ بیک وقت رومانیت پسند اور ترقی پسند ہیں۔ بچپن سے آخر تک ساحرؔ لدھیانوی نے ناخوشگوار زندگی گزاری اس لیے وہ ایک باغی شاعر کے روپ میں سامنے آئے اور انہوں نے مزدور اور دبے ہوئے طبقات کے حق میں نعرہ بلند کیا۔

ساحرؔ کے متعلق سیدہ درِ نجف کی تحریر سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"ساحرؔ اور غم و دکھ دراصل ایک ہی تصویر کے دو رُخ نظر آتے ہیں آنکھ کھولتے ہی اسے اپنی ماں کے آنسو نظر آئے جس سے وہ سب سے زیادہ پیار کرتا تھا جس کے لیے اس نے اپنی ساری جوانی قربان کر دی۔" [۳۳]

ساحرؔ نے خوف زدہ ماحول میں آنکھیں اپنی ماں کی اپنے باپ سے خوف زدہ دیکھا۔ عوام کو غیر ملکی حکمرانوں سے خوف زدہ دیکھا اور بے قصور کمزور لوگوں کو طاقتوروں کے ہاتھوں قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔ ساحرؔ کی شاعری پر نفسیاتی اثرات کو دیکھنے کے لیے ان کی نظم سے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

ماخذ تحقیقی مجلہ

ے میں ان اجداد کا بیٹا ہوں جنھوں نے پیہم
اجنبی قوم کے سائے کی حمایت کی ہے
غدر کی ساعتِ ناپاک سے لے کر اب تک
ہر کڑے وقت میں سرکار کی خدمت کی ہے[۳۴]

ساحرؔ لدھیانوی کی ساری نظموں پر کسی داستان کا گمان ہوتا ہے۔ اور ان کی نظمیں پیار کرنے والوں کی حسین ملاقاتوں کی روداد معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی نظموں سے لگتا ہے کہ ساحرؔ اپنے گردو پیش روحانی طور پر زخمی ہو چکے تھے۔

ساحرؔ اپنی منتشر مزاجی کی وجہ سے پوری زندگی مین کبھی سکون سے زیادہ عرصے کے لیے نہ رہ سکے۔ سیدہ دُرِ نجف کا بیان ہے۔

"ساحرؔ کی زندگی میں شادی کا ورق ہی نہ تھا مگر عورت کے لیے ان کے دل میں ایک دیوی کی طرح تقدیس اور احترام تھا۔"[۳۵]

ساحرؔ حسنؔ عسکری اور میراجی کی طرح عورت بیزارانہ تھا۔ عورت ذات کو خواہ اس کی ماں ہو یا محبوبہ یا عام عورت انہوں نے پاکیزہ جذبات کے ساتھ ان کی قدر کی ہے۔ انہوں نے اپنی نظم چکلے میں عورت ذات کی تمام مشکلات کا ذکر خوبصورت انداز میں کیا ہے۔ عورت ذات کی بے حرمتی ان کو بے چین کیے رکھتی تھی۔ محبوباؤں میں ان کی زیادہ تر نظمیں امریتا کے لیے ہیں۔ امریتا خود ایک لکھاری عورت تھی اور ساحرؔ نے اس کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔

المختصر ساحرؔ کی تمام تر تخلیقات میں اس کی شخصیت کا عکس با آسانی نظر آتا ہے۔ خاص کر نظم مادام، تاج محل پر چھائیاں، میرے ساتھی خالی جام وغیرہ میں ان کی شخصیت واضح نظر آتی ہے۔ فرار نامی نظم میں وہ کہتے ہیں:

ے اپنے ماضی کے تصور سے ہراساں ہوں میں
اپنے گزرے ہوئے ایام سے نفرت ہے مجھے[۳۶]

غزل اور نظم کی طرح اپنے گیتوں میں بھی وہ بیک وقت رومانیت پسند اور ترقی پسند نظر آتے ہیں۔

ے یہ آسماں، یہ زمین، یہ فضا یہ نظارے
ترس رہے ہیں تمہارے میری نظر کے لیے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14
ماخذ تحقیقی مجلہ

ے نظر چرا کے ہر اِک شے کو یوں نہ ٹھکراؤ
کوئی شریکِ سفر ڈھونڈ لو سفر کے لیے
بہت قریب سے میں نے تمھیں پکارا ہے[۳۷]

ے تری زلف پھر سنواروں تری مانگ پھر سجادوں
مرے دل میں آج کیا ہے تو کہے تو میں بتادوں[۳۸]

ساحرؔ نے اپنے گیتوں میں امیر طبقے پر طنز کیا ہے۔

ے تم شریف لوگ تم امیر لوگ
ہم تباہ حال ہم فقیر لوگ
ے تم کہو تو سچ، ہم کہیں تو جھوٹ
تم کو سب معاف ظلم ہو کہ لوٹ[۳۹]

ان کا ایک بہترین گیت ہے۔

ے موت کتنی بھی سنگدل ہو مگر
زندگی سے تو مہربان ہوگی[۴۰]

ساحرؔ کی شاعری میں احساس کمتری کا احساس ہے۔ تنہائی کا احساس ہے اور اس کے گیتوں میں تذکیہ نفس کا سامنا ہے۔

حوالہ جات

١. حفیظ گوہر مرتب کلیات ساحرؔ، گوہر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، ۲۰۱۲، ص ۸۴
۲. چندر روماو سلمان عابد مصنفین میں ساحر ہوں بک کارنر پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۶۱
۳. ایضاً، ص ۲۵
۴. از ظہیر النصاری، ساحر لدھیانوی حیات اور کارنامے، اچیات پبلی کیشنز، راولپنڈی، ص ۱۶
۵. ایضاً، ص ۱۱
۶. ایضاً، ص ۱۷
۷. اظہر جاوید ناکام محبت ساحر لدھیانوی شرکت پریس لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۹۴

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

۸. ایضاً، ص ۸۱
۹. ایضاً، ص ۲۸۲
۱۰. صابر دت و سرود شفیع ساحر، فن و شخصیت، مشمولہ ادب ساز دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۷
۱۱. حفیظ گوہر مرتب کلیات ساحر لدھیانوی، گوہر پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۷
۱۲. حفیظ گوہر مرتب کلیات ساحر لدھیانوی، گوہر پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۲۷
۱۳. ایضاً، ص ۶۴
۱۴. ڈاکٹر سلیم اختر، تخلیق اور لاشعوری محرکات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۱۵
۱۵. حفیظ گوہر کلیات ساحر لدھیانوی، ص ۴
۱۶. ایضاً، ص ۸۲
۱۷. ایضاً، ص ۸۹
۱۸. ایضاً، ص ۳۲
۱۹. ایضاً، ص ۵۱
۲۰. ایضاً، ص ۱۲۴
۲۱. ایضاً، ص ۱۱۵
۲۲. ایضاً، ص ۲۶۱
۲۳. ایضاً، ص ۲۶۲
۲۴. ایضاً، ص ۴۹
۲۵. ایضاً، ص ۴۱
۲۶. ایضاً، ص ۵۱
۲۷. ایضاً، ص ۷۴
۲۸. ایضاً، ص ۷۹
۲۹. ایضاً، ص ۳۶
۳۰. چندر روما و سلمان عابد میں ساحر ہوں بک کارنر پبلی کیشنز، جہلم پاکستان، ۲۰۱۵ء، ص ۸۵

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-14

۳۱. کلیاتِ ساحر، ص ۳۸

۳۲. ایضاً، ص ۴۸

۳۳. سیدہ در نجف زیبی فہم سخن عہد بہ عہد حلقہ ارباب سخن لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۳۴۰

۳۴. حفیظ گوہر کلیات ساحر، ص ۲۲

۳۵. سیدہ دُر نجف زیبی فہم سخن عہد بہ عہد، ص ۳۴۵

۳۶. کلیات ساحر، ص ۲۰۰

۳۷. چندر پرکاش مرتب گاتا جائے بنجارہ ساحر کے گیت کتاب سرائے پبلشرز اردو بازار لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۰۰

۳۸. اظہر جاوید ناکام محبت ساحر لدھیانوی، ص ۷۸

۳۹. چندر پرکاش گاتا جائے، بنجارہ، ص ۲۴۴

۴۰. ایضاً، ص ۲۴۴